جنوبی پنجاب پر صوفی ازم کے اثرات: ملتانی فن تعمیر کی ترقی اور ارتقاء

The Impact of Sufism on Southern Punjab
The Development and Evolution of Multani Architecture

Dr. Talat Sultana
Visiting Lecturer Department of Islamic Studies,
University of Chakwal
Email: Sultanatalat82@gmail.com

ABSTRACT
This research study explores the influence of Sufism on Southern Punjab, focusing on the development and evolution of Multani architecture. The construction of Muhammad bin Qasim Mosque introduced a new dimension to Multani architectural style, which became prominent in mosques, mausoleums, educational institutions, gardens, and houses. Following the arrival of Mahmud of Ghazni, reforms began, and Multani Sufi khanqahs were established. Prominent Sufis like Bahauddin Zakariya, Baba Farid, and others further promoted Multani architecture. The architectural style reached its peak during the Qabacha and Langah periods and continued to hold significance during the Mughal era and beyond. Multani Sufi architecture is a rich tapestry of cultural and spiritual influences that have shaped Southern Punjab's landscape. The legacy of Sufism, manifested in the region's unique architectural style, continues to be a source of pride and inspiration. The article highlights the need for ongoing preservation and appreciation of this heritage, ensuring that these historical sites remain integral to the cultural fabric of the region.
Keywords: Southern Punjab, Sufism, Evolution, Multani architecture

جنوبی پنجاب پر صوفی ازم کے اثرات کے حوالے سے یہ مقالہ ملتانی فن تعمیر اور اس کے ارتقاء پر روشنی ڈالتا ہے۔ مسجد محمد بن قاسم کی تعمیر سے ملتانی طرز تعمیر میں ایک نئی جہت آئی، جو مساجد، مقابر، درسگاہوں، باغات، اور مکانات میں نمایاں ہوئی۔ محمود غزنوی کی آمد کے بعد اصلاح احوال کا آغاز ہوا اور ملتانی صوفیاء کی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ، حضرت بابا فریدؒ، اور دیگر مشائخ نے ملتانی فن تعمیر کو مزید فروغ دیا۔ قباچہ اور لنگاہ دور میں بھی یہ طرز تعمیر اپنے عروج پر پہنچا۔ مغلیہ عہد اور بعد کے ادوار میں بھی ملتانی فن تعمیر کی اہمیت برقرار رہی۔ یہ مطالعہ جنوبی پنجاب پر صوفی ازم کے اثرات کو بیان کرتا ہے، جس میں ملتانی فن تعمیر کی ترقی اور ارتقاء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مسجد محمد بن قاسم

محمد بن قاسم کی مسجد کی تعمیر ملتانی فن تعمیر میں ایک اہم سنگ میل تھی۔اس طرزِ تعمیر نے نہ صرف مساجد اور مقابر کے حسن کو بڑھایا بلکہ درسگاہوں، باغات، اور مکانات میں بھی اپنی جھلک دکھائی۔

مسجد محمد بن قاسم کی تعمیر سے ملتانی طرز تعمیر کو ایک نئی جہت ملی جس سے آگے چل کر نہ صرف مساجد و مقابر کے تعمیراتی حسن کو دوبالا کیا بلکہ درس گاہوں، باغات اور مکانات میں بھی یہ ملتانی صوفیانہ طرز تعمیر نمایاں ہوا۔ محمود غزنوی کی آمد سے قرامطی تخریب کاری سے بند مسجد محمد بن قاسم اللہ اکبر کی اذان سے دوبارہ پر رونق ہو گئی۔

غزنوی کی آمد سے اصلاح احوال جہاں شروع ہوا وہاں جنوبی ایشیاء کی اولین مسلم صوفی حضرت دیوان مشائخ چاولی ملتانی المتوفی ۱۳۱ ہجری کی خانقاہ بورے والا کے قریب ملتانی طرز تعمیر میں بنوائی گئی۔ جس کی دیوار سلامی جو تقریباً دس فٹ اونچائی پر ایک انچ ہے، یہ انداز ملتانی فن تعمیر کی خصوصیت ہے۔ موجود مقبرہ کی آرائش سفید سنگ مرمر اور چائنا ٹائلز سے کی گئی ہے۔ یہاں پر بڑے بڑے صوفیاء کرام نے چلہ کشی کی ہے اور فیض پایا ہے جن میں حضرت بہاء الدین زکریاؒ، حضرت بابا فریدؒ، حضرت جلال الدین سرخ بخاریؒ اور حضرت شہباز قلندرؒ شامل ہیں۔ بابا گورونانک نے بھی یہاں پر حاضری دی۔ تواریخ ملتان میں لکھا ہے کہ

"بوقت انتقال عمر دیوان چاولی مشائخ ۱۴۰ برس کی تھی۔ وفات ان کی اخیر ۱۳۱ ہجری میں ہوئی اور ان کی اولیائی کا شہرہ گردونواح مشہور ہوا اور اکثر لگ مرید ہونے لگے"۔

ممتاز صوفیاء اور ان کی خدمات

حضرت بہاء الدین زکریاؒ، حضرت بابا فریدؒ، اور دیگر صوفیاء نے ملتانی فن تعمیر کو فروغ دیا۔ انہوں نے خانقاہیں قائم کیں جو روحانی تعلیم اور کمیونٹی سروس کے مراکز بنیں۔

ملتان شہر کے اولین بزرگ و حضرت موج دریاؒ ہیں جنہوں نے قرامطی تخریب کاری میں اصلاح احوال کا آغاز فرمایا۔ آپؒ اسٹیٹ بنک ملتان کے قریب آپ ہی سے منسوب پل موج دریا کے قریب مدفون ہیں، جبکہ ملتان شہر میں باہر سے آنے والے پہلے بزرگ حضرت شاہ یوسف گردیزیؒ ہیں جنہوں نے حضرت موج دریاؒ کے ہاں آکر قیام فرمایا اور ان کی تحریک کو مزید موثر کر دیا۔ ملتان میں شہر میں حضرت شاہ یوسف گردیزؒ المتوفی ۵۳۱ھ ہجری کا مستطیل نما کاشی کی اینٹوں سے مزین مقبرہ سے ایرانی تعمیری اثرات ملتانی طرز تعمیر میں انجذاب پاتے ہیں۔ موجودہ مقبرہ مکمل طور پر کاشی ٹائیلز سے ڈھکا ہوا ہے جس پر لاتعداد پھولوں کے مربع اور ہشت پہلو ڈیزائین کے امتزاج سے ایک دلکش نظارہ تخلیق کیا گیا ہے، یہاں نیلا اور سفید رنگ نمایاں ہے۔ خانقاہ کی مسجد کی اولا تعمیر شیر شاہ نے

کروائی۔ اسی احاطہ میں عزاداری کے لیے خوبصورت مجلس خانہ بھی ہے۔ نزہتہ الخواطر میں لکھا ہے کہ "حضرت یوسف بن ابو بکر الگردیزیؒ تکمیل علوم کے بعد ملتان چلے آئے یہاں تدریس و تبلیغ شروع کی اور بے شمار افراد نے فیض حاصل کیا"۔[1]

قباچہ اور لنگاہ دور

قباچہ اور لنگاہ دور میں ملتانی فن تعمیر میں افغانستان، ترکستان، اور وسطی ایشیاء کے اثرات شامل ہو کر مزید نکھار پیدا ہوا۔ یہ اثرات ملتانی صوفی طرز تعمیر میں جذب ہو کر اسے ایک ممتاز مقام عطا کرتے ہیں۔

قباچہ دور آتا ہے تو افغانستان، ترکستان اور وسط ایشیاء کے ممالک سے صاحبان عل و فن سے اہل ملتان کے روابط شروع ہونے سے وہاں کے اثرات ملتانی طرز تعمیر میں جذب ہو کر تعمیرات ملتان میں قوس قزح بن کر ایک ممتاز اور منفرد ملتانی صوفیانہ طرز تعمیر کا مقام حاصل کر لیتے ہیں۔

ایک طرف اگر قباچہ علوم وفنون کے لیے قلعہ پر جامعہ الناصریہ تعمیر کراتا ہے تو اس کے ساتھ جامع مسجد بھی بنائی جاتی ہے۔ جس کی خطابت وامامت سید السادات ابراہیم الضمر بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسنؓ کے خانوادہ کے شیخ الجامعہ حضرت علامہ سید قطب الدین کاشانیؒ کرتے ہیں۔ جہاں سیر العارفین کے مطابق حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریاؒ بھی نماز فجر میں مقتدیوں میں شامل ہوئے فوائد الفوائد میں لکھا ہے کہ

"حضرت قاضی قطب الدین کاشانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ درویشوں پر اعتقاد نہیں رکھتے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے جن درویشوں کو دیکھا ہے ان جیسے مجھے نہیں ملے"۔[2]

اچ شریف میں بھی قباچہ نے بہت بڑا مدرسہ تعمیر کرایا جہاں منہاج سراج ۶۲۲ ہجری میں صدر الہام مقرر ہوئے۔

دوسری طرف پرہلادمندر کے قریب علم و عرفان کے فروغ کے لیے برصغیر میں سلسلہ سہروردیہ کے موسس اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام بہاء الین زکریاؒ مدرسہ و خانقاہ سہروردیہ بھی تعمیر کراتے ہیں۔ مزید براں خود حضرت شیخ الاسلام زکریاؒ المتوفی ۶۶۱ھ کا سہ منزلہ مقبرہ جس میں پہلی منزل چوکور مربع، دوسری منزل ہشت پہلو ڈھول اور بالائی منزل نصف کرہ گول سفید گنبد، ملتانی طرز تعمیر کا نمائندہ صوفیانہ رنگ پیش کرتا ہے۔ موجودہ مقبرہ پر اصل ڈیزائن اور فنی تفصیلات کا بہت تھوڑا حصہ محفوظ ہے، یہاں پر ربط جیومیٹریکل ڈیزائن ہے جو کہ ابھری ہوئی اینٹوں اور اندر دبی ہوئیر وغنی ٹائلز کو ملا کر بنائے گئے ہیں۔ مرکزی ہال کا دروازہ ملتانی چوب کاری کا شاہکار ہے۔ اسی احاطہ میں ملتان کے آخری مسلم حکمران نواب مظفر خان بھی مدفون ہیں۔ سلسلۃ الذہب میں لکھا ہے کہ

"حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ ہندوستان میں رئیس الاولیاء تھے۔ علوم ظاہری کے عالم اور مکاشفات و مشاہدات کے مقامات واحوال میں کامل تھے۔"[3]

مقبرہ حضرت بہاء الحق کے کچھ فاصلہ پر مشرق کی عظمت کی علامت ہشت پہلو حضرت شاہ رکن عالمؒ المتوفی ۷۳۵ھ کا مقبرہ بھی ہے جنہیں نوری حضوری بھی کہتے ہیں۔ مقبرہ کی گولائی ۵۸ فٹ اور اونچائی سطح زمین سے ۱۵۲ فٹ ہے۔ کامل قوس میں قبہ کمال ہنر مندی سے ترچھی دیواروں پر سہ منزلہ کھڑا کیا گیا ہے۔ جس کو خوشنما کاشی ٹائیلوں سے مزین کرکے اس کا حسن دوبالا کیا گیا ہے۔ موجودہ مقبرہ کی مرمت وتزئین نو چند برس پہلے کی گئی ہے۔ یہاں بہت سے نقوش جیومیٹریکل ہیں جو کہ روغنی ٹائلز کو ترتیب دے کر تخلیق کیئے گئے ہیں۔ مقبرہ کو گلکاری وخطاطی نے مزید سجادیا ہے۔ مقبرے احاطے میں شمالی جانب نو تعمیر شدہ مسجد ہے جسے اولاً اورنگ زیب نے تعمیر کرایا تھا جو سکھوں اور انگریزوں کی لڑائی میں بارود سے منہدم ہوگئی۔ حضرت شاہ رکن عالمؒ کے والد حضرت مخدوم صدر الدین عارفؒ تو اپنے والد ماجد حضرت شیخ الاسلام زکریاؒ کے پہلو میں مدفون ہیں جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ ملتان سٹی ریلوے اسٹیشن سے جنوبی طرف ان سے منسوب قبرستان بی بی پاک دامن میں ایک خوبصورت کاشی کے مقبرہ میں مدفون ہیں جہاں خواتین زائرین کارش رہتا ہے۔ قریب ہی اسی سلسلے کا ایک اور خوبصورت حضرت خواجہ اویس کھگہ کا مقبرہ ہے۔ تاریخ فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ

"حضرت شاہ رکن الدینؒ نے طریقت اور مشخیت کو اوج کمال پر پہنچا دیا تھا اور مریدوں کی تربیت کا حق ادا کر دیا"۔[4]

ملتانی فن تعمیر کی صوفیانہ جہت سے پورا برصغیر متاثر ہوا جس کی وجہ سے ملتانی معماروں کے دہلی اور دیگر علاقوں میں محلے آباد ہوئے اور ملتانی صوفیانہ طرز تعمیر جنوبی ایشیاء میں فروغ پذیر ہوا۔

اچ شریف میں تو سادات نے اس سلسلے کو خوب فروغ دیا ہے۔ اچ بخاری میں حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ سہروردیہ مسند ارشاد اور خانقاہ کے بانی مبانی ہیں جب کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ روح رواں ہیں ان کا مقبرہ اور اس سے ملحقہ مسجد نیز حضرت بہاول کلیمؒ اور حضرت بی بی جندوڈی کے مقابر کی باقیات بھی ملتانی فن تعمیر کے شاہکار ہیں۔

قلعہ کہنہ ملتان کے مشرقی جانب ایک اور ملتانی صوفیانہ طرز تعمیر کا نمائندہ سہ منزلہ سبز مونگیہ گنبد کا حضرت سید السادات اسماعیل بن امام جعفر صادقؓ کے خانوادہ کے چشم وچراغ حضرت سید شاہ شمس سبزواری المعروف تبریزیؒ المتوفی ۶۷۵ھ کا مقبرہ ہے۔ موجودہ مقبرہ اصل پر دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے جسے کاشی کاری اور نقاشی

سے سجایا گیا ہے۔ بنیادی نقوش کی اصل مثال محرابوں میں نظر آتی ہے۔ یہاں روغنی ٹائلز کے عام رنگوں کے علاوہ سرخ اور سفید رنگوں کو نمایاں کرکے خوبصورت نظارہ پیدا کیا گیا ہے۔ یہاں عزاداری کے لیے کربلا و مجلس خانہ بھی ہے۔ مقبرہ شاہ شمسؒ کے قریب ہلاکوں خاں کا پوتا اور سلطان احد نکودار کا بیٹا شہزادہ محمد مدفون ہیں۔ یہاں کا قبرستان حاجی بغدادی کے نام سے مشہور ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی اچ شریف یں حضرت سید حسن کبیر الدین المعروف کفر شکن کا مقبرہ ہے جبکہ آخری کڑی سورج میان ملتان میں حضرت سید علی اکبر شمسیؒ کا ملتانی طرز تعمیر کا مقبرہ ہے۔ تذکرہ اولیائے ملتان میں لکھا ہے کہ

"حضرت شاہ شمس ملتان کے اولیائے کبار میں سے ہیں۔ آپ بڑے عابد، زاہد اور عارف کامل تھے"۔[5]

تغلقی دور میں ابن بطوطہ کے مطابق سلطان غیاث الدین تغلق نے جامع مسجد پر کتبہ لکھوایا کہ

"اس نے ۲۹ بار تاتاریوں کو شکست دی اور غازی الملک کا لقب پایا"۔

پھر لنگاہ دور آتا ہے حسین لنگاہ بھی ملتان میں یونیورسٹی قائم کرتا ہے اور ملتان کی تعمیر و ترقیات کی طرف بھی توجہ دیتا ہے۔ اسی دور میں برصغیر میں باہر سے آنے والے پہلے صاحب نسبت صوفی حضرت سید صفی الدین گازروانیؒ کے اچ شریف کو گیلانی سادات نے پھر سے مرکز رشد وہدایت بنادیا اور یہاں پر ملتانی صوفیانہ طرز تعمیر کی مساجد، مدارس اور خانقاہیں بنتیں ہیں۔ برصغیر میں سلسلہ قادریہ کے مورث اعلیٰ حضرت مخدوم سید محمد غوث بند گی گیلانی یہاں کی مسند ارشادِ قادریہ اور خانقاہ محبوب سبحانی کے بانی مبانی ہیں جبکہ حضرت مخدوم سید عبد القادر ثانیؒ اس کے ورح رواں ہیں۔ یہاں کی مسجد اور خانقاہ بھی ملتانی صوفیانہ فن تعمیر کی نمائندہ عمارات ہیں۔ حضرت مخدوم ثانیؒ کے فرزند حضرت مخدوم سید عبد الرزاق گیلانیؒ اور انکے صاحبزادے حضرت سید مخدوم حامد گنج بخش وجہاں بخش جو کہ شیخ زمانہ ووحید عصر تھے بھی یہیں مدفون ہیں جبکہ ان کے جانشین اور اس سلسلے کے شیخ الکل حضرت سید موسیٰ پاک شہید گیلانی کا حجرہ یہاں کی قدیم ترین عمارت ہے جو ملتانی فن تعمیر کی نمائندہ اور قومی اثاثہ ہے اور یہاں پر محکمہ آثار قدیمہ کا بورڈ نصب ہے۔ یہ عمارت اولاً حضرت موسیٰ پاک شہید کی اچ شریف گیلانیہ میں مدفن گاہ تھیں۔ بعدہٗیہ عمارت مدرسہ بنی۔ اب یہاں شکستگی اپنے عروج پر پہنچ گئی ہے اور یہ عمارت کسی وقت بھی منہدم ہوسکتی ہے۔ اسی سلسلہ قادریہ کے دیگر مقابر میں ست گھرہ میں حضرت سید محمد غوث بالا پیر گیلانی کا اور قریب ہی ان کے ارادتمند میر چاکر اعظم رند بلوچ شکستہ قلعہ و مقبرہ، شیر گڑھ میں حضرت سید داود بند گی کرمانی، شیر شاہ ملتان میں حضرت سید شیر شاہ مشہدیؒ کے مقابر ملتانی طرز تعمیر کے نمائندہ مقابر ہیں نیز اسی طرح مخدوم رشید ملتان میں حضرت مخدوم

عبدالرشید حقانیؒ کی قادریہ خانقاہ میں بھی ملتانی فن تعمیر نمایاں ہے۔ اسی طرح گڑھ مہاراجہ جھنگ میں حضرت سخی سرور اور غازی خاں کے خوبصورت ملتانی صوفیانہ طرز تعمیر کے مقابر ہیں۔ خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ

"حضرت سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی کے وجود مسعود سے سلسلہ قادریہ ہندوستان میں پھیلا"۔[6]

مغلیہ دور اور بعد کے ادوار

مغلیہ دور میں ملتانی فن تعمیر میں مزید ترقی ہوئی۔ اس دور کے مشہور تعمیرات میں حضرت شاہ رکن عالمؒ اور حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مقابر شامل ہیں۔ ان عمارات میں گنبد اور جیومیٹریکل ڈیزائن شامل تھے، جو ملتانی صوفی فن تعمیر کی روایات کو برقرار رکھتے ہیں۔

مغلوں کا دور آیا تو ملتان کے آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر میں ایک واضح تبدیلی قلب شہر میں واقع دربار عالیہ قادریہ حضرت پیر پیراں کے کمپلیکس میں نمایاں ہوتی ہے کہ یہاں سہ منزلہ جامع مسجد کو مرکزی حیثیت دی گئی جبکہ اس کے پہلو میں دو منزلہ سلسلہ قادریہ کے شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی قدس سرہ العزیز المتوفی ۱۰۱۰ھ کا روضہ ہے جس کی اونچائی مسجد سے کم ہے۔ یہ انداز تعمیر ملتان میں شاید نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ ملتان کی غالباً واحد مسجد ہے جو تمام تر حوادثات سے محفوظ رہی اور اپنے اصل آثار قدیمہ پر قائم اللہ اکبر کی اذان اور اس سے کھڑی ہونے والی نماز سے بارونق سوا چار سو سال سے چلی آرہی ہے۔ اگر یہاں خستہ روضہ کا کاشی وچاندی کے دروازے قدیم ملتانی فن کا شاہکار ہیں تو یہاں کی خستہ جامع مسجد کا دروازہ جدید طرز تعمیر کا نمائندہ ہے۔ موجودہ مقبرہ کی کاشی ونقاشی سے مزین محرابی دروازے کی تمام کی تمام سطح روغنی ٹائلز سے ڈھکی ہوئی ہے جو کہ مل کر جیومیٹریکل ڈیزائن دائرہ، مسدس، مستطیل اور مربع نقوش باتے ہیں۔ پھولوں اور خطاطی سے یہاں دلکش نظارہ تخلیق کیا گیا ہے۔ مقبرہ حضرت موسیٰ پاک شہید کے مغربی جانب آپ کے صاحبزادے وصوبہ دار ملتان نواب سید یحییٰ گیلانی المعروف نواب سخ کا بغیر گنبد کے چھوٹی اینٹوں کا مقبرہ ہے جسے نفیس اور خوبصورت کاشی ٹائلز سے مزین کیا گیا ہے، یہاں تحریک آزادی پاکستان کے ملتان کے بے تاج بادشاہ سید زین العابدین گیلانیؒ بھی مدفون ہیں۔ قریب ہی حضرت سید حامد گیلانیؒ کا مقبرہ بھی ہے جبکہ اس سے کچھ آگے حرم دروازہ پر حضرت موسیٰ پاک شہید کے ایک اور صاحبزادے حضرت سید عیسیٰ گیلانی کا ان کے بیٹوں سے منسوب دربار پیر عنایت ولایت کا سبز گنبد کا سہ منزلہ مقبرہ ہے۔ مقبرہ حضرت موسیٰ پاک شہید میں ان کے ایک اور پوتے ملتان کے شاہجہانی دور کے گورنر حضرت نواب سید موسیٰ پاک دین گیلانی بھی بہشتی دروازے کے سامنے مدفون ہیں جبکہ ان کے والد اور حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کے جانشین فرزند حضرت مخدوم سید حامد گنج بخش اپنے والد کے مشرقی پہلو میں مدفون ہیں۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ

"حضرت شیخ موسیٰ گیلانیؒ خلقت اور خلق میں حضرت نبوی ﷺ کے وارث تھے۔ اور اپنے زمانہ میں صاحب سجادہ راتین سلسلہ عالیہ قادریہ کے ہیں"۔[7]

ادیتہ مندر کے خاتمے کے بعد بھی ملتان ہندو یاتریوں کا مرکز بنا رہا جیسا کہ مغلیہ عہد مں ۱۶۶۶ء میں ایم ڈی تھیونیو نے ملتان آکر دیکھا وہ لکھتا ہے کہ

"ہندو بنیوں اور کھتریوں کا مشہور مندر ملتان میں ہے ہندو دیگر شہروں کی نسبت ملتان یاترا کے لیے زیادہ آتے ہیں"۔

شاہجہاں نے جب شہزادہ مراد کو ملتان کا صوبہ دیا تو اس نے قلعہ اور شہر کی فصیلوں کی تعمیر و مرمت کرائی لوہاری دروازہ کے باہر جو پل شہر کو قلعہ سے ملاتا تھا کو پختہ کرایا ساتھ ہی حمام و مسجد بنوائی نیز عام خاص باغ بنوایا اور اس کی مشرقی جانب محلات، آبشاریں، آرام گاہیں، بارہ دری اور عظیم الشان مسجد بھی بنوائی۔

افغانوں کے عہد میں بھی مساجد، مقابر اور باغات بنوائے گئے۔ ملتان شہر میں اصلاح احوال کے لیے چشتیہ سلسلہ متحرک ہوا۔ قدیم شہر ملتان سے مشرقی سمت چشتیہ سلسلہ کے ملتان میں شیخ المشائخ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی المتوفی ۱۲۲۶ء کا سفید گنبد کا ملتانی طرز تعمیر کا ایک اور نمائند مقبرہ ہے۔ مقبرہ پچی کاری کا خوبصورت نمونہ ہے۔ بنیادی نقوش اور ڈیزائن پھولوں سے متاثر ہیں۔ نمایاں رنگ سفید، سنہری، سرخ اور نیلا ہے جبکہ دیواروں پر خطاطی کے نمونوں نے ایک دلکش منظر پیدا کیا ہوا ہے۔ مقبرہ سے ملحق سماع کے لیے خوبصورت ہال ہے۔ مناقب فخریہ میں لکھا ہے کہ

"حضرت حافظ محمد جمال ملتانی اعلیٰ ہذالقیاس کمال باطن و تہذیب اخلاق و بکمالات آراستہ بود"[8]

ملتانی صوفیانہ فن تعمیر کے چشتیہ مقابر میں قدامت پاکپتن میں اس سلسلہ کے برصغیر میں موسس ثانی حضرت بابا فرید المتوفی ۶۶۴ھ کے دربار کو ہے اس کے احاطہ میں ان کی اولاد سے حضرت موج دریا کا مقبرہ ملتانی فن تعمیر کا شاہکار ہے۔ قریب ہی مسجد اولیاء ہے۔ یہاں کا بہشتی دروازہ بھی بہت مشہور ہے۔ آب کوثر میں لکھا ہے۔

"حضرت شیخ کبیر بابا فرید گنج شکرؒ نے چشتیہ سلسلے کو بڑی وسعت اور رونق دی۔ خطہ ہندوستان میں انہیں اس سلسلے کا موسس ثانی سمجھنا چاہیے"۔[9]

اسی طرح چشتیاں میں حضرت قبلہ نور عالم مہارویؒ، تونسہ شریف میں حضرت خواجہ سلیمانؒ، خیرپور میں حضرت خواجہ خدابخشؒ، کوٹ مٹھن میں حضرت خواجہ فریدؒ اور ملتان میں حضرت منشی غلام حسن شہیدؒ اور حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانیؒ کے مقابر بھی ملتانی فن تعمیر کے شاہکار ہیں۔

سیر انی اویسی بزرگان کے مقابر بھی ملتانی فن تعمیر کے نمائندہ مقابر ہیں۔ سمہ سٹہ خانقاہ شریف میں حضرت محکم الدین سیر انیؒ جو کہ اس سلسلہ کے نقیب ہیں کا مقبرہ اور ملتان میں حضرت مولانا محمد مراد اویسیؒ، حضرت اللہ داد خان سیر انیؒ اور حضرت علی مردان اویسیؒ کے دربار صوفیانہ طرز تعمیر کے مظہر ہیں۔

قصبہ ابراہیم پور متی تل ملتان میں حضرت محمود مجددی کا نقشبندی اولین دربار ہے جن کے بارے میں روایت یہ بھی ہے کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی نقشبندیؒ کے خلفاء میں سے ہیں اور ان کے نام چند مکتوبات بھی ہیں جبکہ حضرت مولانا حامد علی خان رئیس جامعہ مدرسہ خیر الامعاد کا قلعہ پر اور حضرت پیر ولی محمد چار والی سرکار کا ڈیرہ اڈا کے قریب جدید ملتانی طرز تعمیر کے نقشبندیہ مقابر ہیں۔

اسی طرح ملتان کی عید گاہ میں حضرت علامہ احمد سعید کاظمیؒ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا جدید ملتانی صوفیانہ طرز تعمیر کا صابریہ چشتیہ قادریہ مقبرہ ہے جو رئیس جامعہ مدرسہ انوارالعلوم تھے جس کی سرپرستی حضرت موسیٰ پاک شہید گیلانی قادریؒ کا خانوادہ کرتا ہے۔ اسی طرح ملتان میں انجمن اسلامیہ کے کالجوں اور سکولوں کی کہکشاں بھی گیلانی خانوادہ کی سرپرستی میں پر رونق ہے۔

ایک اور صابریہ چشتیہ دربار بیرون دہلی دروازے میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کا بھی ہے جو رئیس الجامعہ مدرسہ خیر المدارس تھے۔ یہاں کی مسجد میں بھی ملتانی فن تعمیر عیاں ہے۔

جبکہ ملتان کی یونیورسٹی تو حضرت بہاء الدین زکریا سہروردی سے منسوب ہے جس میں ملتانی فن تعمیر پایا جاتا ہے۔

بہاولپور کے عباسیہ عہد میں قلعہ دراوڑ کی تزئین نو، یہاں کی جامع مسجد اور بہاولپور شہر کی جامع مسجد الصادق نیز صادق پبلک سکول کی جامع مسجد میں بھی ملتانی فن تعمیر نمایاں ہے۔

جامعہ اسلامیہ بہاول پور بھی اسی عہد میں بنی، جس کے شیخ التفسیر حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی اپنے مرد کے قبرستان قادریہ دین پور شریف خان پور میں دیگر اکابرین کے ساتھ مدفون ہیں، جن میں ریشمی رومال تحریک کے سرخیل حضرت مولانا عبید اللہ سندھی قادریؒ بھی ہیں۔ یہاں مدرسہ بھی ہے جس کی مسجد میں ملتانی فن تعمیر نمایاں ہے۔ اس سلسلہ قادریہ کی ایک اور درس گاہ اور جامع مسجد شیر انوالہ دروازہ لاہور میں ہے جس کے بانی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رئیس خدام الدین تھے۔ رحیم یار خان میں مسجد بھونگ تو ملتانی صوفیانہ فن تعمیر کی شاہکار ہے جسے بین الاقوامی تعمیراتی ایوارڈ بھی دیا گیا ہے۔

ملتان کے گلی کوچوں میں جگہ جگہ مساجد بنائی گئیں تھیں جہاں پر تعلیم وتربیت کے لیے مسجد مکتب مدارس قائم تھے۔ تاریخ فریدی میں لکھا ہے کہ

ملتان شہر کو قدیم سے باب الہند کی حیثیت رہی ہے۔ مشائخ اور علماء جو بھی اس ملک میں داخل ہوئے ملتان کو سب سے پہلے ان کی پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس شہر میں جگہ جگہ بڑی قبور نظر آتی ہیں، ان میں ایک دو نہیں سینکڑوں شہداء دفن ہیں گویا ہر قبر اپنی اپنی جگہ پر گنج شہیداں ہے۔ اسی طرح ہر مسجد کے پہلو میں جو قبور ملتی ہیں یہ ان علماء کی آخری آرام گاہیں ہیں۔ جنہوں نے ان مساجد کے درودیوار کو قال اللہ وقال الرسول سے گرمایا تھا۔ آج کوئی نہیں جانتا کہ ان گمنام قبروں میں کس پایا کے مفسر، محدث، فقیہ اور رزم آزما جو ان کل من علیھا فان کی چادر تانے محو خواب ہیں"۔[10]

ملتان کی مساجد و مقابر جو کہ ملتان ایریا کی شناخت ہیں اگرچہ وقتاً فوقتاً تخریب کاری کی نظر بھی ہوئے لیکن یہ صوفیانہ جمال ہے کہ ان کا تشخص برارہے، جیسا کہ ۱۸۱۸ء میں سکھ برچھاگری کا دور آتا ہے۔ جن کی غارت گری سے مسلماوں کے متبرک مقام بھی نہ بچے سکے۔ جس کی دل خراش داستان غم مسجد علی محمد خان المعروف ولی محمد خان پہ کندہ ہے کہ

بماند در کف سنگھاں بسال سی وچار

اسیر وبند کہ می کردہ ماہ وسال فغاں

ملتان کے باغات بڑے خوبصورت تھے جیسا کہ الیگزینڈر برنس ۱۸۳۱ء میں لکھتا ہے کہ

"ہم شام کو حضوری باغ میں پہنچے جو شہر سے ایک میل دور تھا۔ اس کے گرد مٹی کی دیوار تھی باغ کے اندر کشادہ راستے ہیں۔ جن کے دونوں طرف گھنے پھل دار درخت لگے ہوئے ہیں۔ ہمیں مقامی مہمان نوازی کے مطابق بڑی تواضع سے خوش آمد کہا گیا"۔

۱۸۳۶ء میں جی ٹی دوگنے ملتان پہنچا وہ بیان کرتا ہے کہ

"ملتان آنے کے بعد مجھے بیگھی باغ کی بارہ دری میں ٹھہرایا گیا۔ جو نواب سرفراز خان نے تیس برس پہلے بنوائی تھی۔ یہ باغ سنگترے کے درختوں کی وجہ سے سایہ دار اور ٹھنڈا تھا۔ باغ بڑی ترتیب کے ساتھ لگایا گیا تھا۔ اس میں فوارے اور تالاب تھے باغ کے اندر کے راستے پھولوں کے قطعوں سے ذرا اونچے بنائے گئے تھے۔ ملتان کے نواح میں کثیر تعداد میں باغات ہیں جو عام طور پر کسی مسلمان بزرگ کے مزار کے گرد بنائے گئے ہیں"۔

دیوان ساون مل نے تالاب سورج کنڈ، پل شوالہ، تالاب بدھلہ سنت اور دیوان باغ کی تعمیر و مرمت کرائی۔ سکھوں کے دور میں خالصہ طرز تعمیر نے بھی ملتانی فن تعمیر میں انجذاب پایا جس کی جھلک حضرت شاہ دلیرؒ کے مقبرہ میں دکھائی دیتی ہے۔

۱۸۴۸ء میں انگریز یلغار ہوتی ہے۔ قلعہ کے میگزین میں قیامت خیز دھماکہ ہوتا ہے۔ تذکرہ الملتان میں لکھا ہے کہ "عمارت مسجد جامع دیوار ہائے آں سائر عمارت نواب مظفر خان و سرفراز خان کہ قریب بودند دیگر مکانات ملحقہ مسجد مذکور مثل قبہ علامہ قطب الدین کاشانی(1) قبہ حسین خان وغیرہ مکانات از اساس آن بر کندیدہ ہوائے شدند کہ اثر از آثار آنہا باقی نماند"۔

اس عہد میں انگریزی طرز تعمیر بھی ملتانی تعمیرات میں انجذاب پاتا ہے۔ اس کی واضح مثال ملتان کا مرکزی چرچ، گھنٹہ گھر اور قلعہ پر انگریز فوجیوں کی یادگار ہیں۔

۱۸۸۱ء میں موجود مشہور تاریخی مقامات کی ترتیب لالہ حکم چند نے یوں دی ہے:

"مکانات مشہور اس شہر میں اندر اور باہر حسب ذیل ہیں خانقاہ موسیٰ پاک شہید، خانقاہ بہاول حق، خانقاہ رکن عالم، خانقاہ شاہ گردیز، مزار بی بی پاک دامن، شمس تبریز، میاں صاحب شاہدن شہید، حافظ جمال صاحب، روضہ نواب شاہ حسین صاحب مع مسجد مار جریاں واقع باغ لانگے خان، مندر نرشکہ جی، مندر بہلا دیوی، جوگ مایا طوطلاں مائی، رام تر تھہ، دہرم سال بہائی کور دہندرس، عید گاہ، مسجد علی محمد خان، مسجد باقر آباد، مسجد پھول ہٹاں والے، قلعہ، عام خاص باغ، لولو واہن، شیش محل۔ اس شہر کے گردونواح میں قبرستان کی بڑی کثرت ہے، فقیر بھی بہت ہیں۔ گرد و گرمی تو عام مشہور ہے۔(۲)[11]

فن تعمیر کا تحفظ اور بحالی کی کوششیں

ملتان کی تاریخی عمارتوں کی بحالی اور تحفظ کے لئے کی جانے والی کوششیں انتہائی ضروری ہیں تاکہ ملتانی صوفی فن تعمیر کی وراثت کو محفوظ رکھا جا سکے۔

اب جبکہ آزادی کی نعمت میسر آچکی ہے اور تعمیر و ترقیات کے ذریعے اس شہر کی مونچھوں کو چھٹنا چاہیے لہٰذا ملتان کی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کم از کم درج بالا مقامات کی نشاندہی کر کے ان کی خصوصی مرمت و تعمیر پر توجہ دے نیز ملتان کی قدیم فصیل اور دروازے یعنی حضرت شیخ الکل سید موسیٰ پاک شہید گیلانی سے منسوب پاک دروازہ۔ ان کے اہل خانہ سے نسبت کی وجہ سے حرم دروازہ۔ بڑ کے درختوں کے حوالے سے بوہڑ دروازہ۔ لاہور جانے کا راستہ یعنی لوہاری دروازہ۔ حضرت دولت شاہؒ سے منسوب دولت دروازہ اور دہلی جانے کا راستہ دہلی دروازہ نیز قلعہ کہنہ کی تعمیر نو بھی کرائی جائے تاکہ پانچ ہزار سال سے زائد ریکارڈیڈ ہسٹری کے اس زندہ قدیم و عظیم شہر کو طلباء مورخوں اور سیاحوں کے لیے پر کشش بنا دیا جائے۔ واقعی ملتان کو ایک شاہجہاں کی ضرورت ہے جو بقول دوگنے اس گرد آلود اور افلاس زدہ شہر کو ترقی کے وصل کا غسل دے تاکہ شفاف اور پاک حضوری کے راستے کھل سکیں۔

میں ہک لفظ نی کھسکیاں اچ تیئں
اوچ شہر دے مقبرے سارے
بی بی جندوڈی دا روضہ
سلھ سلھ تھی تے ڈھاندے ویندن
پتن مارا، جینکوں صدیاں
نونو سلامیاں ڈیون کر داویندے
(جیویں بیت الذہب داادیتہ مندر،
باب الاسلام دی مسجد بن قاسم
خاک دی تہیاں وچ گم تھی گن)[1312]

نتائج تحقیق (Research Findings)

1. ملتانی فن تعمیر نے مسجد محمد بن قاسم کی تعمیر کے بعد نئی جہت حاصل کی، جو مساجد، مقابر، درسگاہوں، باغات، اور مکانات میں نمایاں ہوئی۔
2. جنوبی پنجاب میں صوفیاء کرام جیسے حضرت بہاء الدین زکریاؒ، حضرت بابا فریدؒ، حضرت جلال الدین سرخ بخاریؒ، اور حضرت شاہ رکن عالمؒ نے ملتانی طرز تعمیر کو فروغ دیا۔
3. قباچہ اور لنگاہ دور میں افغانستان، ترکستان، اور وسط ایشیاء کے اثرات ملتانی طرز تعمیر میں شامل ہوئے، جس سے ایک منفرد صوفیانہ طرز تعمیر تشکیل پایا۔
4. مغلیہ دور میں ملتانی فن تعمیر میں تبدیلیاں آئیں، اور ملتان میں تعمیرات نے ایک نئی شکل اختیار کی۔
5. ملتانی صوفیانہ طرز تعمیر نے برصغیر کے مختلف علاقوں میں مقبولیت حاصل کی، اور وہاں کے معماروں نے دہلی اور دیگر علاقوں میں بھی یہ طرز اپنایا۔

سفارشات (Recommendations)

1. ملتانی فن تعمیر اور صوفی ازم کے اثرات پر مزید تحقیق و مطالعہ کیا جائے تاکہ اس کی تاریخی اہمیت اور اثرات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔
2. ملتانی فن تعمیر کے تاریخی مقامات کی حفاظت اور مرمت پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ یہ ورثہ محفوظ رہ سکے۔

3. ملتانی فن تعمیر اور صوفی ازم کے موضوعات کو تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ طلباء کو ان کے بارے میں آگاہی حاصل ہو سکے۔
4. ملتان اور جنوبی پنجاب کے تاریخی مقامات کو سیاحتی مراکز کے طور پر ترقی دی جائے تاکہ ملکی اور غیر ملکی سیاح ان مقامات کا دورہ کر سکیں۔
5. ملتانی فن تعمیر اور صوفی ازم کی ترویج کے لیے ثقافتی تقریبات اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے تاکہ عوام میں اس کی اہمیت اور خوبصورتی کو اجاگر کیا جا سکے

حوالہ جات

:1 الملک67:1

Al-Mulk67:1

:2 آل عمران3:185

Al-Imran3:185

:3 النساء4:78

Al-Nisa4:78

:4 ڈاکٹر مصباح صغیر، ذہنی دباؤ سے بچاؤ: تعلیماتِ قرآن کی روشنی میں، ماہنامہ مراۃ العارفین، العارفین پبلی کیشنز، مارچ 2023ء، ص:48

Dr. Misbah Sagheer,Depression Control according to Quranic Teachings, Monthly Mirat Al Arifeen, Al Arifeen Publications, March 2023, p:48

:5 صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لکل داء دواء، رقم الحدیث:5741

Muslim, Book al-Salam, Chapter Li kulee…., No: 5741

:6 سیدہ سعدیہ غزنوی، نبی کریم ﷺ بطور ماہر نفسیات، الفیصل ناشران، لاہور، 2018ء، ص28،27

Syeda Sadia Ghaznvi, the Holy Prophet PBUH as a Psychologist, Al Fasial, Lahore, 2018, p: 27, 28

:7 سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب فی تداعی الامم علی الاسلام، رقم الحدیث:4297

Abi Dawood, Book Al-Malahim, Chapter fi.., No: 4297

:8 صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب ماجاء ان الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر، رقم الحدیث:7420

Muslim, Book Al Zuhd Wa Raqaaiq, Chapter maa jaa.., No: 7420

:9 الفجر89:27-30

Al-Fajar89:27-30

:10 جامع ترمذی، کتاب الجنائز، باب موت المومن، رقم الحدیث:983

Tirmizi, Book Al-Janaiz, Chapter Moat Al Momin, No: 983

:11 ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی، دروسِ سیرت اردو ترجمہ فقہ السیرۃ النبویۃ ،ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی، نشریات، لاہور، 2007ء، ص:627

Dr. Razi Ul Islam Nadvi, Daroos E Seerat Trasnlation of Fiqh Al Seerah Al Nabvia, Dr. Ramzan Al Boti, Nashriyat, Lahore, 2007, p:627

:12 غلام احمد پرویز، کتاب التقدیر، ادارہ طلوع اسلام، لاہور، 1971ء، ص339

Ghulam Ahmed Pervaiz, Kitab Al Taqdeer, Idara Taloo e Islam, Lahore, 1971, p: 339

:13 تبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:1609

Tabrizi, Mishkat Al Masabih, Book Al-Janaiz, No: 1609

---

[1] بریلوی، سید عبد الحئ، نزہتہ الخواطر، مقبول اکیڈمی اردو بازار لاہور، 1967ء، ص242

[2] محبوب الٰہی، نظام الدین اولیاء، فوائد الفوائد، الفیصل ناشران و تاجران لاہور، س ن، ص42

[3] نذیر حسین، مہندس، سلسلۃ الذھب، گلگت بلتستان، س ن، ص24

[4] برنی، ضیاء الدین، تاریخ فیروز شاہی، شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، 1957ء، ص104

[5] قادری، امتیاز حسین، سید، تذکرہ اولیائے ملتان، مکتبہ حاجی نیاز احمد ناشران تاجران کتب اردو بازار ملتان، س۔ن، ص101

[6] لاہور، غلام سرور، مفتی، خزینۃ الاصفیاء، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، 2001ء، ص88

[7] دہلوی، عبد الحق محدث، شیخ، اخبار الاخیار، اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور، 2004ء، ص75

[8] غازی الدین خاں، مناقب فخریہ، جامعہ ہمدرد دہلی، س۔ن، ص22

[9] شیخ اکرام الحق، آب کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ اردو بازار لاہور، 1984، ص34

[10] گنج شکر، فرید الدین مسعود، انوار الفرید المعروف تاریخ فریدی، زاویہ پبلشرز اردو بازار لاہور، 1385ھ، ص65

[11] قادری، امتیاز حسین، سید، تذکرہ اولیائے ملتان، مکتبہ حاجی نیاز احمد ناشران تاجران کتب اردو بازار ملتان، س۔ن، ص110

[12] سید سبطین گیلانی، ملتانیات (جنوبی پنجاب پر صوفی ازم کے اثرات)، کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ، ص85 تا 95

[13]